بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث دہلی

مدیر معاون
نذیر احمد املوی رحمانی

جلد ۱	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۱

مسئلہ علم غیب پر تحقیقی نظر

(گذشتہ سے پیوستہ)

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو "جمیع ما کان وما یکون" (یعنی گذشتہ و آئندہ کی ہر چیز) پر کلی اور تفصیلی طور پر محیط مانتے ہیں۔ ان کے خلاف کچھ تھوڑی سی اپنی دلیلیں بیان کرنے کے بعد ہم نے محدث نمبر ۷ (بابت ماہ اکتوبر) سے اُن کی ان دلیلوں پر گفتگو شروع کی ہے جو وہ اپنے اس مدعا کے ثبوت کے لئے حدیثوں سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی نمبر میں مسلم شریف کی تین حدیثیں ان کی طرف سے ہم نے ذکر کی ہیں۔ ان تینوں حدیثوں کا پہلے تو ہم نے اجمالی جواب دیا ہے پھر تفصیلی طور پر ہر حدیث کا الگ الگ جواب دینے کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے خدا کی توفیق اور اس کی عنایت سے پہلی حدیث کے متعدد جوابات شرح و بسط کے ساتھ ہم نے دیئے ہیں۔ کیونکہ یہی حدیث مخالفین کے زعم میں ان کے مدعا کی سب سے بڑی اور قوی دلیل ہے۔ لیکن الحمد للہ کہ گذشتہ مباحث میں ہم نے یہ بات اچھی طرح واضح کر دی کہ اس حدیث سے بھی آنحضور علیہ السلام کے علم کو کائنات کے ہر ذرے پر محیط ماننا قطعاً غلط اور باطل ہے۔ اب ان کی دوسری دلیل کے جوابات بھی سنئے!

دوسری دلیل

مخالفین کی دلیلوں کے سلسلہ میں دوسری حدیث جو مسلم شریف کے حوالہ سے بروایت حضرت حذیفہؓ ہم نے ذکر کی تھی (قریب قریب) اسی مضمون کی دو روایتیں اور بھی مسلم شریف

کے اسی صفحے پر انھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت مشکوٰۃ کی کتاب الفتن میں بھی مذکور ہے اسی (مشکوٰۃ والی) روایت کو مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے "الکلمۃ العلیا" میں اپنے مدعا کی دلیل میں پیش کیا ہے اس لئے الزامی جواب کی آسانی کے لئے اب ہم بھی اسی روایت کو ان کی اصل دلیل قرار دیتے ہیں۔ مراد آبادی صاحب نے مشکوٰۃ کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به الحديث۔

اس کا ترجمہ و مطلب جو خود انھوں نے بحوالہ "مظاہر حق" نقل کیا ہے یہ ہے:۔

"روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کھڑے ہوئے ہم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونا یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے۔ نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو۔" (الکلمۃ العلیا ص ۷)

پہلا جواب اس دلیل کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس حدیث کو اس دعوے کے ثبوت میں کہ آنحضرت کو جمیع ما کان (یعنی تمام گزری ہوئی چیزیں) اور جمیع ما یکون (یعنی تمام آئندہ ہونے والی چیزیں) معلوم تھیں، پیش کرنا، فن مناظرہ سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے۔ اس لئے کہ اگر بالفرض یہاں "شی" سے وہ عام مفہوم مراد بھی لے لیا جائے جو ہمارے مخالفین لینا چاہتے ہیں۔ تب بھی اس سے صرف "اشیاء کائنہ" یعنی خطبہ کے بعد وجود میں آنیوالی چیزوں کا علم ثابت ہوگا۔ "ما کان" یعنی گزری ہوئی چیزوں کا علم اس سے ثابت نہ ہوگا۔ حالانکہ دعویٰ دونوں ہی کے متعلق ہے۔ لہٰذا دلیل خاص اور دعویٰ عام ہونے کی بنا پر دلیل مثبت مدعا نہ ہوئی اور یہ استدلال بھی فاسد ٹھہرا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث اول کی طرح اس حدیث میں بھی "شی" سے "تمام اشیاء کائنہ" (خواہ وہ جوہر ہوں یا عرض، مجرد ہوں یا مادی، اجسام ہوں یا غیر اجسام، اقوال ہوں یا افعال، جاندار ہوں یا بے جان، انسان ہوں یا حیوان وغیرہ) مراد نہیں ہیں۔ ورنہ وہی تمام اشکالات عقلیہ و نقلیہ یہاں بھی لازم آئیں گے جو پہلی دلیل پر بحث کے ذیل میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ بلکہ وہ چھوٹے اور بڑے "فتنے" مراد ہیں، جو امت مرحومہ پر آنحضورؐ کی وفات کے بعد سے پیش آنے شروع ہوئے اور قیامت تک پیش آتے رہیں گے چنانچہ حدیث کا جو معنی و مطلب ہم نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ مخالف کی کتاب کے حوالہ سے اوپر نقل کیا ہے اس میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے جیسا کہ خط کشیدہ عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ غالباً مراد آبادی صاحب نے اس نکتہ پر غور نہیں کیا ورنہ یہ ترجمہ و مطلب وہ اپنی کتاب میں نقل نہ کرتے یا پھر وہ اس کا کوئی جواب دینے

مگراب تو صورت یہ ہے کہ ع ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ۔

حدیث کا یہ مطلب ہم نے محض اپنی رائے سے بیان نہیں کیا ہے بلکہ یہ حضرت حذیفہ ہی کی ان دوسری روایات پر مبنی ہے جو صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث میں مروی ہیں ۔ مثلاً

(ا) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں ۔ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ ۔ خدا کی قسم (اس وقت) میں تمام لوگوں سے زیادہ ہر اس فتنہ کو جانتا ہوں جو قیامت تک ہونے والا ہے ۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ بھلا مجھے یہ باتیں کہاں معلوم ہو سکتی تھیں — وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ مَجْلِسًا اَنَا فِيْهِ عَنِ الْفِتَنِ لیکن بات یہ ہے کہ ایک مجلس میں جہاں میں بھی موجود تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَعُدُّ الْفِتَنَ مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ لَا يَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا اور ایک ایک فتنہ کو گن گن کر آپ نے بتایا اور فرمایا کہ ان میں سے تین فتنے تو اتنے زبردست ہوں گے کہ ان کے اثر سے شاید کوئی چیز بھی نہ بچ سکے گی ۔ وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَ مِنْهَا كِبَارٌ اور ان میں سے بعض فتنے موسم گرما کی ہواؤں کی طرح تیز اور پے درپے آئیں گے ۔ بعض چھوٹے ہوں گے اور بعض بڑے (مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ صحابہ کے مجمع میں اعلان کر کے پوچھا اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ ۔ تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے ۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میری مراد انفرادی اور شخصی فتنوں سے نہیں ہے ۔ میں تو اس عظیم فتنے کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح امت پر چھا جائے گا ۔ اس کے جواب میں سب پر خاموشی طاری ہو گئی ۔ صرف حذیفہؓ آگے بڑھے اور کہا کہ اے امیر المومنین اس کو میں جانتا ہوں ، میں نے اس کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ، اس کے بعد انھوں نے اس کو بیان کیا ۔ (مسلم ج ۱ ص ۸۲)

(ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کوفہ کے قریب مقام جرعہ میں ایک مرتبہ مسلمان جمع تھے اور صورت حال کچھ ایسی تھی کہ جس سے آپس میں جنگ ہو جانے کا احتمال تھا ۔ ظاہر حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا لتھُرا قَنَّ الْيَوْمَ هٰهُنَا دِمَاءٌ آج تو یہاں ضرور خونریزی ہو گی حضرت حذیفہ بھی وہاں موجود تھے انھوں نے فوراً ٹوکا كَلَّا وَاللّٰهِ خدا کی قسم ہرگز آج یہاں جنگ نہ ہوگی تم صرف ظاہر حالات و قرائن کی بنا پر کہہ رہے ہو اور مجھے اس کے متعلق رسول اللہ کی حدیث معلوم ہے (مسلم ج ۲ ص ۳۹۱)

(د) حضرت حذیفہؓ ہی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے ہر ایسے فتنے کے قائد اور لیڈر کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے تک کا نام ہم کو بتا دیا ہے جس کے متبعین کی تعداد تین سو یا اس سے زیادہ ہوگی۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۱)

الغرض اس قسم کی روایتیں حضرت حذیفہ کے متعلق کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت دوسرے صحابہ کے ان کو فتن کے متعلق حدیثیں زیادہ یاد تھیں، چنانچہ بعض اوقات تو وہ خود ہی تعجب سے فرمایا کرتے تھے وَاللهِ لَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا (الحدیث) بخدا مجھے نہیں معلوم کہ لوگ بھول گئے یا جان بوجھ کر انجان بن رہے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں اہم فتنوں اور ان کے قائدین کے نام تک بتا دیئے ہیں (ابوداؤد۔ ج ۲ ص ۲۳۱)

بس یہی "فتنے" یہاں بھی مراد ہیں چنانچہ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کے لفظ مَا تَرَكَ شَيْئًا کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ای مُهِمًّا یعنی کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لوگوں کو رنج و غم میں ڈالنے والی اور اہم تھی۔ (شرح شفا للقاضی ج ۱ ص ۶۷۷)

ورنہ حضرت حذیفہؓ کی پوری زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا بتاؤ جس میں انھوں نے فتنوں کے علاوہ رسول اللہ کے حوالے سے دنیا کی بے شمار چیزوں میں سے کبھی ان چیزوں کا بھی ذکر کیا ہو۔ مثلاً مکھیوں اور مچھروں کی تعداد، کیڑے مکوڑوں کے احوال، چرند و پرند کی بولیاں، بریلی کے پاگل خانہ میں داخل ہونے والے پاگلوں کی تفصیلات، کلکتہ کے عجائب خانہ کے بندروں کی قسمیں، لاہور کے چڑیا گھر کے کبوتروں کی صورتیں وغیرہ وغیرہ۔ آخر یہ سب بھی تو "قیامت تک ہونیوالی تمام چیزوں" میں داخل ہیں، پھر کبھی تو ان کا ذکر کیا ہوتا۔ سچ تو یہ ہے کہ ان نادانوں نے اللہ اور اس کے رسول کی قدر کو نہیں پہچانا۔ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔

(باقی)

اطلاع

محدث کے صفحہ ۲ پر ہر مہینے میں یہ شائع ہوتا ہے کہ اس کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجئے یہ رسالہ کسی کو وی پی نہیں بھیجا جائے گا مگر پھر بھی بہت سے حضرات وی پی بھیجنے کی فرمائش کر دیتے ہیں ہم ان کو مکرر اطلاع دیتے ہیں کہ محدث وی پی بھیجنے کی فرمائش نہ کیا کریں۔ ہر خریدار کو اس کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ہی بھیجنا چاہیئے اور کوپن پر اپنا پورا پتہ صاف لکھنا چاہیئے۔

(منیجر)